عہدِ جدید میں کرائے کی ماں سے متعلقہ مسائل شریعتِ اسلامیہ کے تناظر میں

*الطاف حسین لنگڑیال
**محمد مسلم

Abstract

Surrogacy has emerged as most recent advancement in the treatment of infertility and sterility. The first recognized surrogate mother arrangement was made in 1976. Surrogate mothering has also been introduced in Islamic countries to some extent but Islam has its own laws regarding each and every problem of life. According to Islamic Sharia most of its forms are not legitimate however if this offence occurs, then what will be the Islamic guadance. This article does not deal with its legitimacy but deals with Islamic injunctions in case of occurance of this illegal act in the society. What should be the parentage and family linage of the child? Is the use of the womb of Fellow Wife of her own husband is legitimate? Who is responsible for the expenditures relating to mother, surrogate mother and Child? Who is the real mother and who is the artificial mother? Is surrogacy a form of fornication? Can the Islamic punishments relating to fornication be applied on surrogacy? Can surrogacy be considered as wet nursing mother and what should be Islamic Law about the nursing parentage about the child? All these aspects have been concisely discussed in the light of Quran, Sunnah and the sayings of Muslim Jurisprudents. At the end of article the summary of the saying of Muslim Jurisprudents have been discussed and analyzed, preponderant sayings are suggested.

Keywords: *Surgate Mother, Islamic Shariah, Family law*

**ڈائریکٹر بہاولنگر کیمپس/اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور
**ایم فل سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور

پسِ منظر:

بانجھ پن کے علاج کے سلسلے میں ایک اہم طبی پیش رفت Surrogacy کی شکل میں ہوئی ہے جس کے باعث بہت سے معاشرتی، قانونی اور شرعی مسائل بھی پیدا ہوئے ہیں۔ ہمارے ہمسایہ ملک بھارت میں یہ کاروبار باقاعدہ ایک صنعت کی شکل اختیار کر چکا ہے۔اس کے بارے میں مسلمان فقہاء کی عمومی آراءاس کی بیشتر صورتوں کے عدم جواز کی طرف ہی ہیں اور ایسا ہی اجماعی فیصلہ **مجمع الفقه الإسلامی الدولی، تابع منظمة المؤتمر الإسلامی، مجمع الفقهی الإسلامی، تابع رابطة العالم الإسلامی، مجمع الفقه الإسلامی فی الهند، المنظمة الاسلامية للعلوم الطبية الكويت وغيرهم** نے کیا۔لیکن اس سب کے باوجود لوگ اس حرام کام میں مبتلاء ہو رہے ہیں، اس اس کے جواز و عدم جواز سے قطع نظر اس کے بارے میں احکاماتِ شرعیہ کی تلاش کرنا ضروری ہے تاکہ ماہرینِ شریعتِ اسلامیہ اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے میں یکسو ہو سکیں۔

کرائے کی ماں(Surrogate Mother):

تعقیم اور عدم خصوبت کے مسئلہ کے حل کی ایک صورت یہ ہے کہ کسی تیسری خاتون کا رحم کرایہ پر لے کر اس سے اولاد پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔اس مسئلہ کو Rental Womb, Alternative Mother, surrogate mother(1) جیسے نام دیئے جاتے ہیں۔ یہ حل اطباء اس وقت تجویز کرتے ہیں جب خاوند کی منی میں کرمِ منی موجود ہوں اور بیوی کا مبیضہ بھی بیضہ پیدا کر رہا ہو،لیکن یا تو خاتون کے اندر رحم سرے سے موجود ہی نہ ہو جس میں بیضہ کے فرٹیلائز ہونے کے بعد جنین نشونما پائے یا پھر اس میں کوئی ایسی خرابی موجود ہو جو جنین کی پرورش میں رکاوٹ ہو تو ایسی حالت میں خاوند سے کرمِ منی لے کر اس کی بیوی کے بیضہ سے اس کو فرٹیلائز ٹیسٹ ٹیوب میں کرنے کے بعد جنین کو کسی تیسری خاتون کے رحم میں منتقل کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ کسی دوسرے کے لیے بچے کو جنم دے۔ایسی حالت میں ایک تیسرا فریق بھی اس بچے میں حصہ دار بن جاتا ہے اور اصولِ شریعت میں نسب میں کسی بھی تیسرے فریق کا حصہ دار بننا کسی صورت میں قابلِ قبول نہیں ہے اور ایسا اختلاطِ نسب سے بچنے کے لیے ہے۔**المنظمة الاسلامية للعلوم الطبية** کے الفاظ میں:

"**واتفق على أن ذلك يكون حراما إذا كان في الأمر طرف ثالث سواء أكان**

منيا أم بويضة أم جنينا أم رحما".(2)

''اور اس بات پر اتفاق ہوا کہ اگر کسی بھی تیسری طرف سے ایسا اختلاط ہوتا ہے، خواہ وہ منی کی شکل میں ہو، خواہ بیضہ کی شکل میں ہو خواہ جنین کی شکل میں ہو اور خواہ رحم کی شکل میں ہو تو یہ حرام ہے''۔

مجمع الفقه الإسلامي الدولي تابع منظمة المؤتمر الإسلامي نے بھی اس کی بیشتر صورتوں کو حرام قرار دیا ہے، اور صرف ایک صورت کہ جس میں منی شوہر سے حاصل کی جائے، اور بیضہ والی اور رحم والی خاتون اسی مرد کی بیوی ہو اور یہ عمل قیامِ زوجیت کے دوران ہی ہو، کو ہی جائز قرار دیا ہے۔(3)

مجمع الفقهي الإسلامي مكة المكرمة تابع رابطة العالم الإسلامي کا فیصلہ تھوڑا سا اس سے مختلف ہے اور وہ ان دونوں اداروں کی طرح سے باقی تمام طریقوں کو تو حرام قرار دیتے ہیں لیکن اگر عورت اپنی سوتن کے بیضہ کے لیے اپنا رحم دے جبکہ خود قیامِ زوجیت کے دوران اسی عورت کے شوہر سے اس کی سوتن کا بیضہ فرٹیلائز کیا گیا ہو تو وہ اسے بھی جائز قرار دیتے ہیں۔(4)

اس کے جواز و عدم جواز کی بحث سے قطع نظر Surrogacy سے پیدا ہونے والے مسائل کا شریعتِ اسلامی کے تحت حل تلاش کرنا ضروری ہے کیونکہ فقہی قاعدہ ہے کہ کسی چیز کی حرمت اس کے واقع ہونے کے بعد کے آثار سے متعلق احکامات کی تلاش سے مانع نہ ہوتی ہے۔ اس لیے حرام امور اگر واقع ہو جائیں تو بھی ان کے نتائج سے پیدا ہونے والے اثرات و واقعات کے متعلق شریعت کا حکم دریافت کرنا ضروری ہوتا ہے۔ جیسا کہ زنا حرام امر ہے لیکن اگر یہ ہو جائے تو بچے کے نسب، اس کی وراثت، اس کی زندگی سے متعلق تمام امور کے بارے میں شریعتِ اسلامی کے فیصلے موجود ہیں۔

اس مسئلہ کا اثر احکامات پر

مولود کا نسب:

شریعتِ اسلامیہ نے نسب کو بہت اہمیت دی ہے اور اسے انسانوں کی شرافت اور معاشرتی امن و سکون کے لیے محکم دیوار بنایا ہے، اسی وجہ سے شریعت نے لے پالک کو بھی اس کے اصل باپ کے نام سے پکارنے کا حکم دیا ہے، تا کہ کہیں بعد ازاں اس کا نسب غلط طور پر کسی اور کی طرف منسوب نہ ہو جائے۔ اسی لیے حدیث شریف میں ہے۔ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، وَهُوَ يَعْلَمُ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ،(5)(جس نے اپنے باپ کے غیر کی طرف

خودکومنسوب کیا جبکہ وہ جانتا بھی ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے پس جنت اس پر حرام ہے)۔

ثبوتِ نسب سے والدین کے حقوق اور اولاد کے تمام حقوق ثابت ہوتے ہیں۔

باپ پر مرتب ہونے والے احکامات:

رضاع، حضانت اور رعایت والدین پر واجب ہے۔ اگر قطعی یقین سے معلوم نہ ہو کہ اس بچے کے والدین کون ہیں تو اس کی پرورش اور رضاعت اور اس کے اخراجات کے احکامات مختلف فیہ ہو جائیں گے۔ اگر جنین کے مصدر کا قطعی اور یقینی علم ہو تو امِ بدیلہ کی طرف اس کی نسبتِ نسب درست نہ ہے۔ مثال کے طور پر اگر شادی کے چھ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوا یا خاوند ابھی نابالغ تھا کہ بچہ پیدا ہو گیا تو ان صورتوں میں بچے کی نسبت والد کی طرف جائز نہیں ہے۔ اگر ظاہراً منسوب ہو بھی جائے تو حقیقتاً وہ اس کی طرف منسوب نہ ہوگا اور نہ باپ کے لیے یہ جائز ہے کہ اس بچے کو باوجود علم کے اپنی طرف منسوب کرے اور نہ بچے کو جائز ہے کہ باوجود علم کے خود کو اپنے اصل باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے۔

اسی طرح وہ خاتون جس کا رحم برائے حمل استعمال ہوا ہے جبکہ بیضہ اس کا نہ تھا بلکہ باہر سے بیضہ اور منی دونوں سے فرٹیلائز کر کے اس کے رحم میں ڈالے گئے تو اس رحم والی کے خاوند کی نسبت بھی اس بچے کی طرف درست نہ ہے کیونکہ اس نے اس خاتون کے خاوند سے کچھ بھی جینیٹک فنگر پرنٹ حاصل نہ کیا ہے۔ اس لیے اس کی نہ تو اس سے نسبت ثابت ہوگا اور نہ ہی صرف نسب سے ثابت ہونے والا کوئی اور حکم ثابت ہوگا۔ یہاں یہ معاملہ رضاعت سے مختلف ہو جاتا ہے کہ وضاعت ثابت ہونے کی صورت میں رضاعی ماں کے خاوند سے، جس کی صحبت کے اثر سے دودھ جاری ہوا تھا، بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اور وہ رضاعی باپ بن جاتا ہے۔ لیکن MotherSurrogate کی صورت میں رحم والی ماں کے خاوند سے بچے کا کسی قسم کا تعلق ثابت نہیں کیا جائے گا، خواہ رحم کرایہ پر دینے والی خاتون کے لیے رضاعی ماں کے حقوق تسلیم ہی کیوں نہ کر لیے جائیں۔

البتہ اگر جنین کے مصدر اور اس کی منی کے مصدر میں شک ہو تو حدیث شریف کے مطابق بچہ صاحبِ فراش کے ذمہ ہوگا اور اس کا نفقہ بھی صاحبِ فراش پر ہوگا الا یہ کہ صاحبِ فراش اس کا انکار کر دے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے، ''لـوَلَـدُ لِلْـفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الحَجَرُ''(6) (کہ بچے صاحبِ فراش کے لیے ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں)۔

امِ بدیلہ کی صورت میں حقیقی ماں کون ہے؟ اور مصنوعی ماں کون ہے؟

شرعی ماں وہ ماں ہے جس کو میراث، نفقہ، حضانت کا حق حاصل ہوگا، اور اب شرعی ماں کسے قرار دیا جائے؟ آیا وہ ماں ہوگی جس نے بیضہ دیا ہے یا وہ ماں ہوگی جس کا رحم استعمال ہوا، اس نے حمل اٹھایا اور وضع حمل کی تکلیف برداشت کی؟ تو اس صورت میں ایک ماں کو جو کہ بیضہ والی ہوگی اسے ہم بائیولوجیکل ماں کہتے ہیں جس کی طرف سے وراثتی مادہ بچے کو منتقل ہوا ہے۔ دوسری ماں وہ ہے جس کا رحم استعمال ہوا ہے اور اس کے خون سے بچے نے نشونما پائی ہے، اور اسی نے اس کو جنم بھی دیا ہے۔ اس مقام پر محققین کے دو گروہ ہو گئے ہیں۔

فریقِ اول:

پہلا فریق یہ کہتا ہے کہ رحم والی ہی حقیقی ماں ہے کیونکہ اسی نے حمل اٹھایا اور جنم بھی وہی بچے کو دے رہی ہے اس صورت میں وہ کہتے ہیں کہ بیضہ والی حکماً ماں ہے جیسا کہ رضاعی ماں۔ یہ لوگ انجام کے اعتبار سے دیکھتے ہیں کہ بچہ جس عورت کے ہاں پیدا ہوگا اسی کی طرف منسوب ہوگا۔ ان لوگوں کے ہاں اگر اس رحم والی کا خاوند اس بچے کو قبول کر لے یا شہود حاصل ہو جائے تو اس کا نسب بھی اس رحم والی کی خاوند کی طرف ہوگا اور یہ لوگ بعد کے تمام احکامات میں حقیقی ماں کا درجہ اسی ماں کو دیتے ہیں دوسری ماں کو رضاعت کا درجہ ہیں۔ ان کی دلیل قاعدہ شرعیہ اور حدیث ہے کہ نسب کا تعلق فراشِ شرعی سے ہے۔ اس کے علاوہ ان لوگوں نے متعدد آیات سے بھی استدلال کیا ہے جن میں سے، إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ ۔(7)، (کہ بے شک ان کی مائیں وہ ہیں جن نے انہیں انہیں جنم دیا ہے)۔

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے ولادت کے بغیر امومت کی نفی کلمہ حصر کے ساتھ کر دی ہے اس اعتبار سے یہ آیت قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت ہے۔ اسی طرح اگر ہم غور سے دیکھیں تو کلمہ والدہ بھی اسم فاعل ہے جو کہ فعل ولادۃ سے نکلا ہے، تو اس کے علاوہ کوئی اور والدہ کیسے ہو سکتی ہے؟ ویسے بھی عربوں کے ہاں نفی کی طریقے سے اثبات کرنا زیادہ قوی طریقہ ہے جیسا کہ کلمہ توحید میں ہے۔

حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا.(8) (اس کی ماں نے اسکو تکلیف سے پیٹ میں رکھا اور تکلیف ہی سے جنا)

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ امومت کے لیے کرہ کا ہونا ضروری ہے جبکہ یہ صف بیضہ والی کو حاصل

نہیں ہوتی بلکہ یہ صفت صرف رحم والی کو حاصل ہوگی۔

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ (9)۔(اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دوسال دودھ پلائیں)۔

بیضہ عطیہ کرنے سے دودھ نہ اترتا ہے، لیکن وضع حمل کے بعد دودھ اتر آتا ہے۔ یہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ حقیقی ماں صاحبہ رحم ہوگی۔

يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقاً مِنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلاثٍ.(10)،(وہی تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ میں (پہلے) ایک طرح پھر دوسری طرح تین اندھیروں میں بناتا ہے)۔

وَإِذْ أَنْتُمْ أَجِنَّةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ (11)(اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں جنین تھے)۔

وَاللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لا تَعْلَمُونَ شَيْئاً.(12)۔(اور خدا ہی نے تم کو تمہاری ماؤں کے شکم سے پیدا کیا کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے)۔

وَوَصَّيْنَا الْأِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْناً عَلَى وَهْنٍ (13)(اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید کی ہے جسے اس کی ماں تکلیف پر تکلیف سہہ کر پیٹ میں اٹھائے رکھتی ہے)۔

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا.(14)

(جو مال ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ مریں تھوڑا ہو یا بہت اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی۔ یہ حصے (خدا کے) مقرر کیے ہوئے ہیں)۔

یہاں والدان کا صیغہ تثنیہ کا ہے، جو کہ حقیقی ماں اور باپ کو ظاہر کرتے ہیں اور تیسری طرف کا اختلاط تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

پس جو شخص عورت کا وارث بنتا ہے وہ وہی بچہ جسے اس نے جنم دیا ہوتا ہے اور اس طریقہ سے وہی حقیقی والدہ ہوگی نہ کہ بیضہ والی۔

یہ امر بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ برطانیہ میں، باوجود اس کے کہ انہوں نے میڈیکل سائنس میں بہت ترقی کر رکھی ہے، اور آلات کے ذریعے سے وہ لوگ Biological Mother کا پتا چلانے میں زیادہ مہارت رکھتے ہیں، یہ قانون ہے کہ Surrogate Mother ہی حقیقی ماں ہوتی ہے بیضہ والی کو قانوناً ماں متصور نہیں کیا جاتا۔(15)

اس فریق کے یہ دلائل نصوصِ قرآن و حدیث سے ہیں، اسی پر انہوں نے اپنے تمام مسائل کی بنیاد رکھی ہے۔ ان کے نزدیک بچہ ولادت کے تعلق سے ہوتا ہے، اور جب وہ ماں سے متعلق ہو جاتا ہے تو اس کے فراشِ شرعی کے ذریعے سے اس خاتون کے شوہر کی طرف سے منسوب ہو جائے گا، اس طرح سے وہ اس کا شرعی باپ بھی بن جائے گا۔ اسی کی نسبت سے ساری وراثت، نفقات، حضانت، اصول و فروع کی حلت و حرمت کے اصول وغیرہ مرتب ہوں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس فریق کا استدلال غیر موضع پر ہے، ان آیات اور احادیث کا تعلق اس صورتحال سے بنتا ہی نہیں کیونکہ یہ آیات اس فطری اور قدرتی عمل کی نشاندہی کرتی ہیں جس کا مشاہدہ آدم علیہ السلام سے آج تک ہم بالعموم دیکھتے چلے آ رہے ہیں کہ بچہ بالعموم اپنی ماں کے پیٹ سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ یہ آیات اسی کی نشاندہی کرتی ہیں اور جب قرآن نازل ہوا تو ماں کی یہی یک قسم تھی۔ بلکہ صرف اسلام ہی نہیں بلکہ تمام ادیان میں اسی کو ماں تصور کیا جاتا تھا۔ ہمارے زیرِ بحث جو موضوع ہے وہ بالکل جدید موضوع ہے اس کا تعلق ان آیات سے ثابت کرنا کسی طور پر بھی درست نہیں ہے، کیونکہ ہر بچے کا اپنی ماں سے دو تعلق ہوتے ہیں:

پہلا تعلق: تکوین و وراثت کا تعلق، جس کی اصل بیضہ ہے۔

دوسرا تعلق: ولادۃ اور حضانت کا تعلق ہے، اس کی اصل رحم ہے، جس کے ساتھ شرعاً اور طبعاً مولود منسلک ہوتا ہے۔(16)

ان آیات میں جنم دینے سے مراد بچے کو جنم دینا نہیں بلکہ بیضہ کو جنم دینا ہے کیونکہ وہ مصدرِ اصلی ہے تو اس صورت میں مبیضہ سے بیضہ کے پیدا ہونے سے اس کو ماں کہلانے کا استحقاق پیدا ہو جاتا ہے، اسی وجہ سے اس کو ماں قرار دیا جاتا ہے۔ اس لیے ان لوگوں کا استدلال درست نہیں ہے۔

إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ،(17) اس آیت سے بطریقِ حصر جنم دینے والی کے علاوہ امومت کا انکار کرنے کی کوشش کرنا بھی اس لیے غلط ہے کہ یہ آیت ظہار کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ بیوی کو ماں کہنا غلط ہے۔ یہ ایک مخصوص واقعہ کے پس منظر میں نازل ہوئی ہے اس لیے اس کا اطلاق اس موضوع پر جائز نہ ہے۔ نیز اگر اس کا اطلاق یہاں کیا جائے تو پھر رضاعی ماں کا حکم بھی ختم ہو جائے گا، اسی طرح سے ایک جگہ پر ازواجِ نبی ﷺ کو بھی امت کی مائیں قرار دیا گیا ہے۔ **النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ**(18)

حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک جدید قضیہ ہے اور اس پر آیتِ ظہار کا انطباق کرنا **تحميل للنص ما لا**

یحتمل بنے گی۔

اس کے جواب میں مذکورہ فریق یہ کہہ سکتا ہے کہ شرعی قاعدہ ہے، ان العبر بعموم اللفظ لا بخصوص السبب ، کہ ہم یہاں عموم کا خیال رکھیں گے خصوص کا نہیں۔ جبکہ اس آیت کی تخصیص تو آیت رضاعت میں خود فرمادی گئی ہے اس وجہ سے اس کو اس طرح سے عموم میں نہیں رکھا جا سکتا۔(19)

دوسرا فریق:

ان کے ہاں نسبی اور حقیقی ماں تو وہی ہے جس نے بیضہ دیا ہے، اسی کا جینیٹک کوڈ بچے نے ورثے میں پایا ہے، اسی کی خصوصیات بچے میں ظاہر ہوں گی۔ رحمِ مستاجرہ والی حقیقی ماں نہ بلکہ رضاعی ماں کی طرح ہوگی، اگرچہ اس کا تعلق رضاعت سے زیادہ قوی ہے لیکن اس سے نسب ثابت نہ ہوگا۔ حکمِ رضاعت اس وجہ سے لگایا جائے گا کہ بیضہ پہلے ہی رحم سے باہر فرٹیلائز ہو چکا تھا، جنین بن چکا تھا جبکہ صاحبِ منی اور صاحبہ بیضہ کے درمیان نکاحِ شرعی موجود تھا تو یہ بچہ اسی باپ اور ماں کی طرف نسباً منسوب ہوگا۔ رحم والی ماں نو ماہ تک اسے غذا فراہم کرتی ہے اور رضاعی ماں اسے دو سال تک دودھ مہیا کرتی ہے۔ یہاں غذا کی وجہ سے نمو ہوتی ہے، ولادت ہوتی ہے، اس لیے اس پر احکامِ رضاعت ثابت ہوں گے۔ اس کی مثال بیج اور زمین کی ہے۔ جب بیج زمین میں ڈالا جاتا ہے تو اس پر بیج کے اثر سے درخت پیدا ہوتا ہے نہ کہ زمین کے اثر سے۔ اگر بیج لیموں کا ہوگا تو درخت بھی لیموں کا ہی پیدا ہوگا، خواہ زمین کوئی سی بھی استعمال کر لی جائے۔

اگر کل کلاں مصنوعی رحم (20) تیار کر لیا جاتا ہے، یا طب اتنی ترقی کر جائے کہ انسانی جنین کو بندر یا وغیرہ کے رحم میں پرورش کیا جائے تو اس صورت میں آیا وہ بچہ اس ٹیسٹ ٹیوب یا بندریا کی طرف منسوب ہوگا؟ نہیں ہرگز نہیں، بلکہ وہ صاحبہ بیضہ کی طرف ہی منسوب ہوگا۔

رضاعت اور امِ بدیلہ میں اشتراک وافتراق:

دونوں صورتوں میں بچے کے نسب میں اشتراک نہیں ہوتا۔ اس کا جینیٹک فنگر پرنٹ اپنے والد (جس سے کرمِ منی حاصل ہوا تھا) اور اپنی ماں (جس سے بیضہ لیا گیا تھا) سے ہی مرکب ہوتا ہے، اس میں نہ تو رضاعی ماں کی طرف سے اشتراک ہوتا ہے اور نہ ہی کرایہ کے رحم والی ماں کی طرف سے اشتراک ہوتا ہے، اس طرح سے اختلاطِ نسب کا خطرہ جو کہ شریعتِ اسلامی کا مطمع نظر ہے نہیں ہوتا۔(21)

دونوں صورتوں میں تغذیہ (غذا حاصل کرنا) ثابت ہوتا ہے۔ رضاعت میں ماں کے دودھ سے غذا حاصل کرتا ہے اور رحم میں ماں کے خون سے غذا حاصل کرتا ہے۔ اور جیسا کہ حدیث میں واضح ہے: لاَ رَضَاعَةَ إِلاَّ مَا فِي الْمَهْدِ، وَإِلاَّ مَا أَنْبَتَ اللَّحْمَ وَالدَّمَ. (22) (رضاعت گود کے سوا نہیں ہے، اور یہ کہ اس سے گوشت اور خون پیدا ہو)۔ واضح رہے کہ رضاعت، تغذیہ سے ثابت ہوتی ہے جس میں گوشت اور ہڈیاں بنیں۔ اور یہ عمل رحم میں خون کی صورت میں بدرجہ اولیٰ ہو رہا ہوتا ہے، اور یہ قیاسِ اولیٰ کی قبیل سے ہے۔

دونوں صورتوں میں موادِ غذائی نئی صورت اختیار کرتا ہے، (گوشت، خون اور ہڈیاں وغیرہ) اور اس صورت میں بھی دودھ کی نسبت خون کو زیادہ اہمیت حاصل ہے کہ اس صورت میں خون ہڈیوں اور خون کو عدم سے وجود میں لانے کا باعث بنتا ہے جبکہ دودھ پہلے سے موجود اعضاء کی نشو نما میں ہی مدد دیتا ہے۔ دودھ بھی خون سے ہی وجود میں آتا ہے، اس طرح سے خون کا تغذیہ زیادہ اولیٰ طریقہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بغیر سیکنڈری پراسس کے بچے کو دستیاب ہو جاتا ہے۔

نفسیاتی اور محبت کا ربط بھی رحم کی صورت میں بچے سے زیادہ ہوتا ہے، بنسبت رضاعت کے۔ کیونکہ امِ بدیلہ نے حمل کی تکلیف اور مشقت اور وضع حمل کی تکلیف کو بھی اٹھایا ہے. حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ. (23)

مرضعہ کے حقوق اور Surrogate Mother کے حقوق میں مشابہت و فرق:

فطری طور پر عملِ تولید کرمِ منی اور بیضہ کے ملنے سے شروع ہوتا ہے، اور یہ عمل جنسی عمل کے ذریعے فطری طور پر ہوتا ہے۔ اس طرح سے 23 – 23 کروموسومز والے ہیپلائیڈ سیلز (24) سے ایک ڈپلائیڈ 46 (25) کروموسومز والا سیل وجود میں آتا ہے جو کہ زائیگوٹ (26) کہلاتا ہے، اور یہی سیل پورے جنیاتی فنگر پرنٹ پر مشتمل ہوتا ہے، یہاں پر وراثتی مادے کا انتقال تمام ہو چکا ہوتا ہے اور اب اس میں اختلاطِ نسب کا خطرہ ختم ہو چکا ہوتا ہے۔ یہی سیل بار بار تقسیم کے عمل سے گزر کر بالاخر رحم میں انسانی شکل اختیار کر کے بالآخر ولادت کے ذریعے سے اس دنیا میں وجود پذیر ہوتا ہے۔

بچے کے والدین سے تعلق کی نوعیت و اقسام:

ہر بچے کا اپنے باپ سے تکوین و وراثت کا تعلق ہوتا ہے۔ باپ سے یہ تعلق بذریعہ کرمِ منی قائم ہوتا ہے۔ ماں سے یہ تعلق دو قسم کا ہوتا ہے:

اول: تکوین ووراثت کاتعلق، جوکہ بیضہ سے قائم ہوتا ہے۔

دوم: تعلقِ حمل، ولادت اور حضانت۔ اور یہ تعلق بذریعہ رحم قائم ہوتا ہے۔

اس طرح سے ہر لحاظ سے بچے کا اپنے والد سے تعلق تو کرمِ منی کے آنے سے ہی مکمل ہو جاتا ہے اور اسی لیے شریعت میں بچے کو باپ کی طرف نسبت کی جاتی ہے، اسی لیے شریعت نے اصولِ فراش قائم کیا ہے، **فالولد للفراش وللعاهر الحجر**(27) (کہ بچہ صاحبِ فراش کے لیے ہے اور زانی کے لیے سزائے سنگسار ہے)۔

اگر بیضہ یا رحم میں سے ایک ایک طرف سے ہو اور ایک باہر سے ہو تو ماں کا تعلق آدھا ہو جاتا ہے۔ بیضہ والی کا تعلق تکوین ووراثت کا قائم رہتا ہے، لیکن رحم والی کا تعلق حمل، حضانت اور ولادت کا قائم ہو جاتا ہے۔ یہ فطری اصولوں کے خلاف ہے۔ لیکن جب رحم کرایہ پر لے کر ایک فرٹیلائزڈ ایگ اس میں رکھ دیا جائے تو یہ صورتحال پیدا ہو جاتی ہے۔

ماں سے تعلق کی کمزوری اور قانونی واخلاقی نزاع:

اگر دونوں قسم کے تعلق قائم ہوں تو وہ طبعاً، واقعتاً اور شرعاً ماں ہے، لیکن اگر ایک قسم کا تعلق قائم ہو اور دوسری قسم کا تعلق نہ ہو تو یہی صورت محلِ نزاع ہوتی ہے۔ اس طرح کے واقعات کی وجہ سے امریکہ میں قانونی پیچیدگیاں پیدا ہوتی رہتی ہیں اور بعض اوقات امِ بدیلہ پیدائش کے بعد بچہ بیضہ والی ماں کو دینے سے انکار کر دیتی ہے۔۔(28).(29)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلالَةٍ مِنْ طِينٍ * ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَكِينٍ .(30)

(اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا ہے؟۔ پھر اس کو اس کو مضبوط (اور محفوظ) جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا۔)

اس فرمان کے مطابق نطفہ انسانی محترم ہے، اور یہاں جو قرارِ مکین قرار دی گئی ہے وہ جگہ رحمِ مادر ہے، جو کہ فطری حالات میں واقعتاً صحیح ہے۔ اسی طرح سے جہاں نطفہ محترم ہے وہاں ماں کا پیٹ بھی مکرم قرار پایا، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لا تَعْلَمُونَ شَيْئاً وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ .(31)

(اور خدا ہی نے تم کو تمہاری ماؤں کے شکم سے پیدا کیا کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے۔اور اس نے تم کو کان اور آنکھیں اور دل (اور انکے علاوہ اور) اعضا بخشے تاکہ تم شکر کرو)

اور بنصِ قرآنی ماں وہی ہے جو جنم دیتی ہے اور تکلیفِ حمل اور وضعِ حمل برداشت کرتی ہے۔ **إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ**(32)(ان کی مائیں تو وہی ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے ہیں). **حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْناً عَلَى وَهْنٍ**(33)۔(اس کی ماں تکلیف پر تکلیف سہہ کر پیٹ میں اٹھائے رکھتی ہے)۔

ان آیات میں جہاں ماں کا ذکر آتا ہے یہ ماں شرعی ہے، جو کہ فطری تولید کے عمل میں ہوتی ہے اور اسی طرح باپ شرعی مراد ہے۔اور یہ تعلق اور رشتہ فراشِ شرعی سے حاصل ہو جاتا ہے اور اس فراشِ شرعی میں اختلاط شریعت کو کسی صورت میں قبول نہیں ہے اسی وجہ سے زانی کے لیے سزا مقرر کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ فقہی قاعدہ فتویٰ کے بارے میں یہ ہے:

''مفتی کا فتویٰ، اگر لازمی نہ ہو تو، حکمِ عام ہے جس کا تعلق مستفتی اور اس کے علاوہ دوسروں سے بھی ہو، پس مفتی عمومی اور کلی حکم دیتا ہے یہ کہ جو ایسا کرے اس پر یہ حکم لاگو ہوگا۔اور جو یہ کہے گا اس پر یہ لاگو ہوگا۔ بخلاف قاضی کے کہ اس کا حکم کسی خاص جزئی پر ہوتا اور شخصِ معین پر ہوتا ہے، اس کے علاوہ دوسروں پر وہ فیصلہ لاگو نہ ہوگا''۔(34)

یہ بھی فقہی قاعدہ ہے کہ جہاں حاجت اور ضرورت ہو تو وہاں پر عام فتویٰ نہ دیا جائے گا، بلکہ جو فتویٰ طلب کرے اس کے خاص حالات کے مطابق اسے فتویٰ دیا جائے گا۔اور اس فتویٰ میں بھی شریعت کی حدود و قیود کا خیال رکھا جائے گا اور شریعت جہاں تک اجازت دے گی وہاں تک ہی رعایت دی جائے گی، سوائے حالتِ اضطرار کے۔ حفاظتِ نسب کو ضروریاتِ شرعیہ میں شمار کیا جاتا ہے، جو کہ تعداد میں پانچ ہیں (35) اور یہ مقصد تبھی حاصل ہو سکتا ہے کہ جب بیضہ انسانی نکاحِ شرعی اور فراشِ شرعی کے ساتھ فرٹیلائز ہو اور اس میں کسی قسم کی آمیزش شامل نہ ہو۔اسی کے تحفظ کے لیے شریعت نے زنا کو حرام قرار دیا، اس پر حد رکھی، قذف کی حد قائم کی اور ان تمام ذرائع کو بند کر دیا جو اس میں مبتلا کرنے والے تھے۔

اصل والدین کون ہوں گے؟

اب سوال یہ پیدا ہوگا کہ پیدا ہونے والے بچے کی اصل ماں کون ہوگی بیضہ والی خاتون؟ یا جس خاتون کا رحم استعمال ہوا؟ اور اصل باپ کون ہوگا؟ منی والا شخص؟ جس خاتون کا رحم استعمال ہوا اس کا شوہر؟ ماں باپ کے

حقوق کس کو حاصل ہوں گے؟ وراثت اور ولایت کے حقدار کون ہوں گے؟ اپنی اکثر صورتوں میں یہ امر ناجائز ہونے کے باوجود اگر یہ امر پیش آ جائے تو اس کا فیصلہ کیسے ہوگا؟

پہلی قسم: امِ بعیدہ:

یہاں کئی نوعیت کی ماؤں نے اپنے رحم کرایہ کے لیے پیش کئے۔ پہلی قسم کی وہ خواتین ہیں جنہوں نے بغیر کسی رشتہ داری اور تعلق کے صرف مالی مفادات کے لیے امِ بدیلہ کا کردار ادا کرنے کی حامی بھری۔

دوسری قسم: امِ قریبہ:

امِ قریبہ ماں کی ماں یا دادی، ماں کی بہن وغیرہ قریبی رشتہ دار ہیں کہ جب اصل ماں (بیضہ والی) کی ماں، دادی یا بہن وغیرہ اپنا رحم اپنی عزیزہ کے بچے کی پرورش کے لیے حوالے کر دیں، اس میں امِ بدیلہ کو کسی قسم کے نفقات نہ دیئے جاتے ہیں۔

خون سے پرورش پانے پر رضاعت کا حکم کس طرح لگانا جائز ہے؟

دو سال سے قبل جس صورت میں بھی بچے کے لیے تغذیہ ہو وہ رضاعت کی صف میں آئے گا بشرطیکہ وہ ماں کے جسم کی رطوبات سے تغذیہ ہو۔ یہی قرار دار بالاتفاق المجمع الفقہی الاسلامی نے اجماع کے ساتھ پاس کی تھی۔(36)

رحم کا تغذیہ اس اعتبار سے زیادہ کامل ہے کیونکہ اس سے تمام ٹشوز اور سیلز بنتے ہیں، ہڈیاں اور گوشت بھی اس سے ہی بنتا ہے جبکہ باہر دودھ کی وجہ سے ہونے والا تغذیہ اس سے کم تر درجے کا ہے کہ یہ اضافی حجم میں اضافہ کا باعث بنتا ہے، جبکہ تخلیقی عمل پہلے ہی مکمل ہو چکا ہوتا ہے۔ اس لیے اسے رضاعت کا درجہ از قسم قیاسِ اولیٰ دیا جائے گا۔

نفقات:

امِ بدیلہ کا نفقہ دورانِ حمل: ڈاکٹر یوسف قرضاوی صاحب کی رائے (37) کے مطابق رحم والی امِ بدیلہ کا نفقہ بچے کے جنین کو فرٹیلائز کرنے والے باپ کی طرف ہے یا اس کے ولی کے ذمہ ہے۔ کیونکہ اس کے خون سے اس کا غذا حاصل کرنا تو معتبر ہے، اور یہ نفقہ حمل اور نفاس کی ساری مدت تک جاری رہے گا۔ ان کا استدلال قرآن پاک کی آیت وَإِنْ كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ (38). سے ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح قرآن نے مرضعہ کے بارے میں فرمایا ہے، وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ.(39)

تو اس بحث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ:

1. تمام احکامِ رضاعت اور اس کے تمام آثارامِ بدیلہ پر ثابت ہوتے ہیں بطریقِ قیاسِ اولیٰ، کیونکہ یہ رضاعت سے بڑھ کر ہے۔

2. انکوبیٹنگ مدر (امِ بدیلہ) کا خاوند رضاعی باپ نہیں کہلائے گا کیونکہ رضاعت میں دودھ میں اس کے خاوند کا حصہ ہوتا ہے جبکہ تاجیرِ رحم کے اس عمل میں اس کے خاوند کا حصہ خون میں شامل نہ ہوتا ہے۔

3. بہتر یہ ہے کہ امِ بدیلہ اس بچے کو دودھ بھی پلائے کیونکہ اس کے پستانوں میں پیدا ہونے والا دودھ اس خاتون کو طبی اور نفسیاتی طور پر نقصان دے سکتا ہے اس طرح سے ام بدیلہ کے خاوند کے حقوق وفرائض بھی بچے سے متحقق ہو جائیں گے۔

4. اس صورت میں جوامِ بدیلہ بنے گی اس کے لیے حقوق رضاعی ماں سے بڑھ کر ہوں گے وہ اگر حاجت مند ہو تو اس کو نفقات اس بچے سے دلائے جائیں گے۔(40)

کیا امِ مستاجرہ پر حدِ زنا ہوگی؟

جس طرح زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا اسی طرح سے امِ بدیلہ بننے سے بھی نسب ثابت نہیں ہوتا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ایک مختلف فیہ صورت کے سوا تمام ام بدیلہ بننے کی صورتیں بالاتفاق حرام ہیں، تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا اس صورت میں جبکہ وہ خاتون کسی اور کے بچے کو جنم دیتی ہے تو کیا مستوجبِ حدِ زنا ہوگی؟

زنا اور زرع لقیحہ میں فرق:

یہاں زنا اور زرع لقیحہ میں فرق کو مدِ نظر رکھنا ضروری ہے کہ زنا میں اتصالِ جنسی ہوتا ہے جبکہ جنین کے رحم میں ڈالنے میں اتصالِ جنسی نہیں ہوتا ہے بلکہ یہ عمل بالعموم عملِ جراحت سے ہوتا ہے۔ اس وجہ سے زنا کی حد بھی نہ لگے گی اور باوجود گناہ کبیرہ ہونے کے یہ امر زنا کے زمرے میں نہ آئے گا۔ البتہ اس پر مناسب تعزیر لگائی جا سکتی ہے۔ انجام کے اعتبار سے اگر ہم دیکھیں تو مشابہ زنا ضرور ہے کیونکہ دونوں صورتوں میں عورت اپنے خاوند کے بچے کے علاوہ کسی اور کے بچے کو جنم دے رہی ہے بلکہ امِ بدیلہ بننے میں تو خود اس بچے سے اس کا اپنا تعلق بھی کامل ثابت نہیں ہوتا۔

زیادہ بہتر اور سائنسی رائے یہ ہے کہ اگر منی کو اس عورت کے رحم میں داخل کر کے اسی کے بیضہ کو فرٹیلائز کیا

گیا تو اختلاطِ نسب ہوگا، لیکن اگر باہر ٹیسٹ ٹیوب میں منی اور بیضہ کو فرٹیلائز کر کے اسے رحم میں داخل کیا گیا تو اختلاطِ نسب نہ ہوگا کیونکہ فرٹیلائزیشن کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے زائیگوٹ یا جنین کا جینیاتی کوڈ مکمل ہو چکا ہوتا ہے اس میں اب باہر سے کسی قسم کے وراثتی مادے کے اختلاط کا امکان نہیں ہوتا۔ تو اس صورت میں (امِ بدیلہ بننے میں) نسب کا اختلاط نہیں ہوتا اس وجہ سے زنا کا کوئی حکم اس میں نہ لگے گا۔

ہم اس امر کو رضاعت پر قیاس کرتے ہیں، رضاعت میں خاتون دودھ پلا کر اس کے جسم کی نشوونما تو کر سکتی ہے لیکن اس کو وراثتی خصوصیات منتقل نہ کر سکتی ہے، اسی طرح امِ بدیلہ بھی اس کو رحم میں رکھ کر انکوبیٹر کا کردار ادا کر سکتی ہے اور اس کو اپنے خون سے غذا فراہم کر سکتی ہے لیکن اس کو کسی قسم کا وراثتی مواد منتقل نہ کر سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو زنا پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

جدید جینیٹک ٹیسٹ بھی اس بات کو ثابت کر چکے ہیں کہ مرد کے خلیہ منی میں 23 کروموسومز ہوتے ہیں اور اسی طرح عورت کے بیضہ میں بھی 23 کروموسومز ہوتے ہیں جب ٹیسٹ ٹیوب میں انہیں فرٹیلائز کیا گیا تو یہ دونوں ہیپلائیڈ سیلز مل کر ایک ڈپلائیڈ سیل بنتا ہے جو کہ زائیگوٹ کہلاتا ہے اور اس میں 46 کروموسومز ہوتے ہیں، اب اس زائیگوٹ کو جس میں 23+23=64 کروموسومز ہیں، جب امِ بدیلہ کے رحم میں داخل کیا جاتا ہے تو اس میں کسی ایک بھی کروموسوم کا اضافہ نہیں ہوتا بلکہ کسی بھی جینیٹک ٹیسٹ میں اگر ثابت کرنے کی کوشش کی جائے گی تو امِ بدیلہ کا اس بچے کے ساتھ کسی قسم کا تعلق ثابت نہ ہو سکے گا کیونکہ وراثتی مادہ رحم میں منتقل ہونے سے پہلے ہی مکمل ہو چکا تھا۔(41)

لیکن اس سب کے باوجود رحم فرج کے تابع ہونے کے باعث اور فرج کی حرمت کے باعث رحم کی حرمت بھی طے شدہ ہے اور اس سے صرفِ نظر نہیں کیا جا سکتا۔

تجزیہ آراء:

محقق کے خیال میں سوتن کے رحم کو حالتِ نکاح میں بطور حاضنہ استعمال کرنا جائز ہونا چاہئے کیونکہ اس میں مطلقاً نسب میں کسی قسم کی آمیزش از روئے جدید طبی تحقیقات ممکن نہ ہے جیسا کہ **مجمع الفقهي الإسلامي مكة المكرمة** کا فیصلہ ذکر کیا جا چکا ہے۔ لیکن کسی تیسری خاتون سے رحم کو کرایہ پر یا عطیۃً حاصل کرنا، متفقہ طور پر حرام ہے۔ حرمتِ نسب کی وجہ سے اختلاط جنین کے کروموسومز میں خواہ وہ کسی بھی شکل میں ہو، بنیادی شرعی قواعد کے خلاف ہے، اس لیے اس کے بارے میں کوئی تعزیری سزا تجویز کی جا سکتی ہے، لیکن اسے زنا متصور نہیں کیا جائے گا

اگر چہ اپنے مفاسد کے اعتبار سے یہ اس سے کم بھی نہیں ہے۔ چونکہ امِ بدیلہ یا امِ حاضنہ کی صورت میں چونکہ ایگ پہلے سے فرٹیلائز ہو چکا ہوتا ہے اور فرٹیلائزیشن کے ساتھ ہی اس کا جینیاتی وراثتی کوڈ مکمل ہو جاتا ہے خواہ یہ ایک سیل پر ہی کیوں نہ مشتمل ہو۔ اس لیے اس چیز پر اس کی حرمت کی بنیاد رکھنا کہ اختلاطِ نسب کا خطرہ ہے بالکل غلط ہے۔ اس میں کسی قسم کا اختلاطِ نسب نہیں ہے۔ اطباء کے ہاں جو اختلاط کا خطرہ بیان کیا جاتا ہے کہ امِ حاضنہ کے رحم میں ایک اس کے اپنے بیضہ کے ذریعے سے اسی کے شوہر کی ہمبستری کی وجہ سے ایک اور حمل شروع ہو سکتا ہے جس سے دو الگ الگ جینیاتی کوڈ رکھنے والے جڑواں بچے پیدا ہو سکتے ہیں اور بعد ازاں موجبِ نزاع ہو سکتے ہیں۔ اوّل تو ایسی صورتحال بہت نادر ہے، ثانیاً، اگر ایسا ہو بھی جائے تو جدید آلات کے ذریعے دونوں بچوں کی Biological Identity کو دریافت کیا جا سکتا ہے۔ ہاں البتہ اسے قیاسِ اولیٰ کی قبیل سے لیتے ہوئے رضاعت پر اسے بدرجہ اولیٰ قیاس کیا جا سکتا ہے۔

البتہ انجام کے اعتبار سے بہرحال یہ عمل حرام ہی رہے گا کیونکہ یہ عمل اپنے انجام کے اعتبار سے شبہِ زنا کی ایک صورت بنتا ہے، کہ جس میں ایک خاتون کسی اجنبی مرد کی منی سے فرٹیلائز ہونے والا ایگ، (بلکہ ایگ بھی کسی تیسری طرف سے آیا ہو) سے حاملہ ہو جاتی ہے جس سے معاشرے میں عزت وعفت کے معاملات سوالیہ نشان بن جائیں۔ بعض اعتبار سے عام زنا کے انجام سے بھی یہ عمل زیادہ قبیح محسوس ہوتا ہے کیونکہ زنا میں 64 میں سے 32 کروموسومز غیر شرعی طریقہ سے ماں کے پیٹ میں آتے ہیں جبکہ اس صورت میں پورے 64 کروموسومز ہی پیٹ میں داخل ہو رہے ہیں۔ البتہ اسے شرعاً زنا تصور نہ کیا جائے گا کیونکہ یہ آغاز کے اعتبار سے زنا کا مسئلہ نہیں ہے، محض شبہِ زنا ہونے کی وجہ سے اس پر حد جاری کرنے کا فیصلہ نہ کیا جائے گا۔ لیکن شبہِ زنا ہونے کی وجہ سے اسے ہم ایسے چھوڑ بھی نہیں سکتے، اس لیے اس پر تعزیر کا فیصلہ بجا طور پر کیا ہے۔ اس کے علاوہ انسانی حرمت داؤ پر لگنے کی وجہ سے اور رحم کی خرید وفروخت اور پھر اس کی آڑ میں بچوں کی خرید وفروخت کا سوال، دنیا کی ڈیموگرافک سچویشن تبدیل ہونے کا خطرہ وغیرھم ایسے مسائل ہیں کہ ان کے باعث اس عمل کو کسی صورت میں بھی جائز قرار نہیں دیا جا سکتا اس لیے اس کے بارے میں حرام کا فتویٰ ہی ہوگا۔

جب ہم فقہی قواعد کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں حرام دو قسم کے ملتے ہیں، (1) **حرام لعینہ** اور (2) **حرام لغیرہ**

حرام لذاتہ: اور وہ جسے شارع نے ابتداء سے اور اصالۃً حرام کیا ہو جیسا کہ شراب، زنا، جوا، خون پینا۔

حرام لغیرہ : ایسا امر جو اپنی اصل کے اعتبار سے تو جائز ہو لیکن اس کے ساتھ ایک اور امر ملا ہوا ہو جو کسی مفسدہ کا باعث ہو یا تکلیف کا باعث ہو تو وہ بھی حرام ہو جائے گا۔(42)

محرم لغیرہ کی مثالوں میں روزہ رکھنا جو کہ اپنی مشروعیت میں حلال ہے، لیکن عید کے دن حرام ہے۔ اسی طرح غصب شدہ کپڑے میں نماز پڑھنا، مغضوب مال میں سے زکوٰۃ ادا کرنا سب اصل میں مشروع ہیں لیکن انہیں حرام کیا جاتا ہے۔

اس قاعدہ کو ذہن میں رکھتے ہوئے یہ چیز واضح ہو جاتی ہے کہ امِ حاضنہ کا رحم استعمال کرنا محرم لعینہ نہیں ہے، کیونکہ موجبِ اختلاطِ نسب نہیں ہے، لیکن محرم لغیرہ ہے، کیونکہ یہ موجبِ مفاسدِ شرعیہ، مفاسدِ معاشرہ اور مفاسدِ صحت پر مبنی ایک عمل ہے جسے اپنے سے کم تر فائدہ کے لیے کسی صورت میں بھی اختیار نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ محرم لغیرہ قرار دینے سے مستقبل میں اس کی کوئی ایسی صورت وجود میں آ جائے کہ جس میں اس قسم کے مفاسد نہ رہیں تو اس کے مطابق اس وقت کے علماء اس کے جواز کا فتویٰ دینے کے اہل ہوں گے. مثال کے طور پر مصنوعی رحم بنا کر اس کے ذریعے سے بچے پیدا کرنا اگر ممکن ہو جائے تو اس کے بارے میں اس وقت کے فقہاء زیادہ بہتر فتویٰ دے سکیں گے۔ کرایہ کی ماں کے لیے رضاعت کے احکامات بدرجہ اولیٰ ثابت ہوں گے، لیکن اس کے خاوند سے رضاعت کے احکامات ثابت نہیں ہوں گے اور کرایہ کی ماں کے تمام نفقات، دورانِ حمل، ونفاس کے دوران وطی شبہ کی مانند بچے کے Biological Father کے ذمہ ہوں گے، اور اگر اس کے بارے میں علم نہ ہو تو پھر صاحبِ فراش ہی بچے کا والد قرار پائے گا جب تک کہ وہ اس کے نسب سے انکار نہ کر دے۔ اس کے انکار کی صورت میں اس کا نسب ولد الزنا کی مانند ماں کی طرف ہی منسوب ہو جائے گا۔ البتہ حقیقی ماں بیضہ والی ہی قرار پائے گی نہ کہ رحم والی۔

واللہ اعلم بالصواب.

مراجع ومصادر

(1) .http://en.wiktionary.org/wiki/surrogate_mother

(2). http://islamset.net/arabic/aioms/injazat2.html (مورخہ 02-11-2013 بوقت 10:36 PM

(3) . انٹر نیشنل فقه اکیڈمی جده کے فقهی فیصلے، ایفا پبلشرز، نئی دهلی، 2012، ص 103.

(4) . رابطه عالمِ اسلامی کے تحت قائم مجمع الفقهی الاسلامی مکه مکرمه کے فقهی فیصلے،

ایفا پبلشرز، نئی دھلی انڈیا، 2012، ص 193.

(5) . البخاری ، صحیح البخاری، دار طوق النجاة، الأولی، 1422ھ، 156/5 رقم الحدیث 4326

(6) . صحیح البخاری، رقم الحدیث 2053، 54/3

(7) . المجادلة: 2

(8) . الاحقاف: 15

(9) . البقرة: 233

(10) . الزمر:6

(11) . النجم: 32

(12) . النحل: 78

(13) . لقمان: 14

(14) . النساء: 7

(15) ttp://en.wikipedia.org/wiki/Surrogacy_laws_by_country#United_States (مورخہ 02-11-2013 بوقت 11:30 PM)

(16) . د. بکر أبو زید عبد الله، فقه النوازل، ص 50.

(17) . المجادلة: 2

(18) . الاحزاب: 6

(19) . أکثر المالکیة علی أن العبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب، کما حکی ذلک القرافی فی کتابه "شرح تنقیح الفصول" ص"216"، کما حکی عن الإمام مالک روایتین. والقول بأن العبرة بخصوص السبب

عن الإمام مالک، هو الذی نقله کثیر من الأصولیین، کالآمدی فی کتابه "الإحکام": 2"/"219، والإسنودی فی کتابه "نهایة السول": 2"/."477

(القاضی أبو یعلی (المتوفی : 458هـ)، العدة فی أصول الفقه، جامعة الملک محمد بن سعود الإسلامیة، 1410 هـ – 1990 م، هامش 608/2)

(20) . An artificial uterus (or womb) is a theoretical device that would allow for extracorporeal pregnancy or extrauterine fetal incubation (EUFI)

ایک مصنوعی رحم ایک ایسی نظری آلہ ہے جو کہ بیرونی حمل یا رحم کے باہر بچے کی پرورش کو یقینی بناتی ہے۔

Bulletti, C.; Palagiano, A.; Pace, C.; Cerni, A.; Borini, A.; De Ziegler, D. (2011). "The artificial womb". Annals of the New York Academy of Sciences : 124-128

(21) . واضح رہے کہ جینیٹک فنگر پرنٹ کا تعین کرنا ایک طبی معاملہ ہے، اور جدید تحقیقات نے بہت سی غلط فہمیوں سے پردہ اٹھایا ہے اور یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ جینیٹک فنگر پرنٹ پہلے خلیہ میں (زائیگوٹ) ہی مکمل ہو جاتا ہے اور اس میں موجود 46 کروموسومز (وراثتی مادہ) میں سے 23 باپ کی طرف سے ہوتے ہیں اور 23 ماں کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اگرچہ اس دوران بعض جینز کے اندر (جینز کروموسومز پر موجود وراثتی کوڈنگ کے یونٹس کو کہتے ہیں) میوٹیشن کی وجہ سے بڑی تبدیلیاں رونما ہو جاتی ہیں جس کے باعث بعض اوقات بچہ ماں اور باپ دونوں سے زیادہ مختلف ہو سکتا ہے، لیکن بہر حال جینیٹک ٹیسٹ سے 99 فیصد درستگی کے ساتھ اس کے والدین کا علم چلایا جا سکتا ہے، خواہ جینز میں میوٹیشن ہو چکی ہو یا نہ، زیادہ ہو یا کم۔

(22) . مالک بن أنس المدنی (المتوفی: 179هـ)، موطأ الإمام مالک، مؤسسة الرسالة، 1412 هـ، 9/2 رقم الحدیث 1746

(23) . لقمان: 14

(24) A haploid cell is a cell that contains one complete set of chromosomes. Gametes are haploid cells that are produced by meiosis.

http://biology.about.com/od/geneticsglossary/g/haploid_cell.htm

(25). A diploid cell is a cell that contains two sets of chromosomes. One set of chromosomes is donated from each parent.

http://biology.about.com/od/geneticsglossary/g/diploid_cell.htm

(26). A zygote is the initial cell formed when two gamete cells are joined by means of sexual reproduction. http://en.wikipedia.org/wiki/Zygote

(27) . أخرجه البخاری 192/5، فی کتاب الحدود، باب للعاهر الحجر، حدیث رقم (6318)؛ ومسلم 1080/2، فی کتاب الرضاع، باب الولد للفراش وتوقی الشبهات، حدیث رقم 2645

(28) . هل الرحم قابل للتأجیر، The Time Magazine سے عربی ترجمة إیمان عکور، الرأی الأردنیة، تاریخ 23/1/87. بدعة غریبة فی طریقها إلینا، حمدی رزق، جریدة الوطن، العدد

(5486)، تاريخ 25 مايو 1990م، ص6؛

(29) . د. محمد على البار، طفل الأنبوب الصناعى، ص 77

(30) . المؤمنون:12–13

(31) . النحل:78

(32) . المجادلة:2

(33) . لقمان:14

(34) . مـحـمَّـد بنُ حسَيْن بن حَسنُ الجيزانى ، معالم أصول الفقه عند أهل السنة والجماعة، دار ابن الجوزى، 1427 هـ، 505/1

(35) . الضَّرُورِيَّةُ الْخَمْسَةُ، الَّتِي هِيَ حِفْظُ الدِّينِ وَالنَّفْسِ وَالنَّسَبِ وَالْعَقْلِ وَالْمَالِ. پانچ ضروريات يه هيں، (1) حفظ الدين، (2) حفظ النفس (3) حفظ نسب (4) حفظ عقل (5) حفظ مال

محمود بن عبد الرحمن ابن أحمد بن محمد، أبو الثناء، شمس الدين الأصفهانى (المتوفى: 749هـ)، بيان المختصر شرح مختصر ابن الحاجب، دار المدنى، السعودية، 1406هـ / 1986م، 402/3

(36) . قـرار الـمـجـمـع الـفقهى الإسلامى فى دورته الحادية عشرة بمكة المكرمة فى الفترة من 19 فبراير إلى 26 فبراير 1989م حول الموضوع الخاص بنقل الدم من امرأة إلى طفل دون سن الحولين، هـل يأخذ حكم الرضاع المحرم، أو لا؟.: (الـدكتـور عبد الوهاب إبراهيم أبو سليمان، فقه الضرورة وتطبيقاته المعاصرة، آفاق وأبعاد، ص 90)

(37) . حصة بنت عبد العزيز السديس، استئجار الأرحام دراسة فقهية مقارنة 2–2، 1432/2/17هـ

(38) . الطلاق 6

(39) . البقرة 233

(40) . المسائل الطبية المستجدة، 317–319

(41) . http//:en.wikipedia.org/wiki/Human_genetic_variation

(42) . محمد حبش ،شرح المعتمد فى أصول الفقه ،مع مقدمة: للدكتور محمد الزحيلى، 78/1